© rasailojaraid.com

یہ کتاب ملک میں اسلامی نظام معیشت قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ قیمت زیادہ نہیں۔ اسے معاشیات بالخصوص اسلامی معاشیات کے اساتذہ اور طلبا کو ضرور پڑھنا چاہیے (پروفیسر نیاز عرفان)۔

میری یادگار ملاقاتیں، امیر حسین چمن۔ ناشر: پرنٹ میڈیا، پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۰، اسلام آباد۔ صفحات: ۲۸۶۔ قیمت: ۱۵۰ روپے/ ۸ امریکی ڈالر۔

اکثر بڑے یا معروف لوگوں کو اپنی نجی زندگی کے بارے میں کچھ لکھنے کا موقع نہیں ملتا، یا پھر بعض اصحاب اس کام کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ حالاں کہ ان شخصیات کے ذاتی احوال جاننے کے لیے بہت سے لوگوں کو اشتیاق ہوتا ہے۔ بیش تر صورتوں میں یہ شوق ایک ناتمام حسرت کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایسے معروف لوگوں سے دل چسپی کی باتیں دریافت کر کے عام افراد تک پہنچانے کے لیے جستجو، لگن اور حاضر طبیعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہفت روزہ پیمان کراچی کے معاونِ مدیر (۱۹۷۱ء-۱۹۷۶ء) ان مہم جو صحیفہ نگاروں میں سے ہیں، جنھوں نے اس سلسلے میں مفید خدمات انجام دی ہیں۔

زیرنظر کتاب ۱۲ معروف عالم اور خطیب حضرات سے دل چسپ گفتگوؤں اور مصاحبوں کا مرقع ہے۔ سوال و جواب کی سطح بلند اور تعلیم و آگہی کا کینوس خاصا وسیع ہے۔ تاہم دو باتیں نمایاں طور پر سامنے آتی ہیں، اوّل یہ کہ: انٹرویو نگار، شیعہ سنی فرقہ واریت کی آنچ کو ٹھنڈا کرنے اور اس خلیج کو پاٹنے کی پیہم جستجو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس فرقہ وارانہ تناؤ کو محسوس کرتے ہوئے باہم اشتراک و اتحاد اور احترام کے رشتوں کو استوار کرنے کے لیے شعوری طور پر اور بڑے تسلسل سے سوال اٹھاتے ہیں، جو واقعی ایک بڑی خدمت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ خطابت اور فن تقریر کے رموز کو آشکارا کرنے کے لیے کرید کرید کر سوال کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آغا شورش کاشمیری اور شیعہ علما کرام کی آرا بڑی دل چسپ ہیں۔

مولانا مودودی کا انٹرویو (ص ۳۱ تا ۶۲) اور ان کے معمولات کی روداد بڑی دل چسپ ہے جو درحقیقت فاضل مرتب کی موعودہ کتاب کی جھلکیوں پر مشتمل ہے۔ علامہ رشید ترابی اور مولانا احتشام الحق تھانوی سے ملاقاتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ محراب و منبر سے تعلق رکھنے والی ان شخصیات سے عطر بیز ملاقاتوں کی رودادیں اردو کے مکالماتی ادب میں ایک قیمتی اضافہ ہے (سلیم منصور خالد)۔

فری میسن کی اپنی مذہبی رسوم، ترجمہ: عبدالرشید ارشد۔ ناشر: تھنکر ز فورم، ریاض۔ صفحات: ۱۲۸۔ قیمت: درج نہیں۔

فری میسن ہمارے ملک میں کچھ لوگوں کی خاص دل چسپی کا موضوع ہے۔ عبدالرشید ارشد صاحب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے تھنکر ز فورم ریاض، سعودی عرب کے حوالے سے اسی دل چسپی کی تسکین کی کوشش کی ہے اور پہلی سے تیسری ڈگری تک کے لاجوں میں ہونے والی کارروائی کی مصدقہ و مسلمہ روداد پیش کر دی ہے (یوں ابھی ۳۰ ڈگریاں باقی ہیں!) کتاب کا انتساب مرحوم مصباح الاسلام فاروقی کے نام ہے جن کی دو کتابوں نے ۶۰ کے عشرے میں اس موضوع کو ملک میں متعارف کروایا تھا۔ انتساب میں ان کی موت کو ''طبعی'' لکھ کر غالباً کوئی اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی اگر فری میسن نے ساری کی ساری خرید لی تو بازار میں نہیں ملے گی۔ کتاب پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ ۲۰ ویں صدی میں بھی یہ تمام عجیب و غریب اور جاہلانہ رسومات اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگ ادا کرتے ہیں (مسلم سجاد)۔

The Crisis of Development Planning in Pakistan

[پاکستان میں ترقیاتی منصوبہ بندی کا بحران]، سید نواب حیدر نقوی۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (IPS) اسلام آباد۔ صفحات: ۴۹۔ قیمت: ۱۳۰ روپے

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز گذشتہ ۲۰ سال کے عرصے میں امت مسلمہ کو درپیش معاشی، سیاسی اور تعلیمی اہمیت کے حامل متنوع موضوعات پر بلند پایہ تحقیقی کتب شائع کر چکا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ سید نواب حیدر نقوی ہمارے ملک کے نامور معاشی محقق اور صاحب طرز مصنف ہیں جن کے قلم سے ترقیاتی و زرعی معاشیات اور معاشی نظامات کے تقابلی مطالعے کے مختلف پہلوؤں پر گراں قدر کتب اور مقالات منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے پاکستان میں، بالخصوص گذشتہ عشرے کے دوران میں، اقتصادی منصوبہ بندی کے لیے اختیار کی گئی حکمت عملی کا معروضی انداز میں جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ اس حکمت عملی نے ملکی معیشت کے میلانِ نمو کو نہ صرف بری طرح متاثر کیا ہے بلکہ ملکی معیشت کی اساسات کو مضمحل کر کے اسے گھمبیر بحرانوں سے دوچار کر دیا ہے۔ ان میں شرح افزایش کا بحران، ملکی وسائل کو متحرک کرنے کا بحران، ادایگیوں کے توازن کا بحران، بیرونی قرضوں کا بحران اور آمدنیوں کی تقسیم کا بحران خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مصنف کے نزدیک اس صورت حال کا جلد اور مؤثر انداز میں مداوا نہ کیا گیا تو ملکی معیشت ایک بہت بڑے حادثے سے دوچار ہو سکتی ہے۔ مصنف کی نگاہ میں اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے معاشی ڈھانچے میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں لائی جائیں۔ اس عمل کی شاہ کلید یہ ہے کہ معیشت کی شرح افزایش کو اس قدر بڑھا دیا جائے کہ کم سے کم وقت میں فی کس آمدنی موجودہ سطح سے دگنی ہو جائے۔

© rasailojaraid.com